

سُرورِ میلاد شریف پر (بِسلسلہ بارہ وفات) منکرہن کے اعتراضات کا
محققانہ اور مسکت جواب۔ ہر میلاد منائے والے محبِ نبوی کیلئے قابلِ مطالعہ

۱۲۔ ربیع الاول

میلادِ نبویؐ و فاطمہؑ

علامہ مفتی محمد اشرف قادری

ناشر: اہل سنت اکیڈمی طبرہ
فاتحہ قادریہ عالمیہ
نائب آباد گجرات

جُمْلہ حقوق بحق مصنف محفوظ

سلسلہ اشاعت : 7

نام کتاب ۲۰ ربيع الاول میلاد النبی یا وفات النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تالیف علامہ مفتی محمد اشرف قادری

تاریخ تالیف ربيع الاول ۱۹۸۷ء

تاریخ اشاعت ربيع الاول ۱۹۸۷ء

بار ششم ربيع الاول ۱۴۲۱ھ / جون ۲۰۰۰ء

صفحات ۳۲

تعداد ۲۲۰۰

کمپوزنگ محمد عثمان علی قادری

پروف ریڈنگ علامہ مفتی محمد اشرف قادری

ناشر اہل سنت اکیڈمی، خانقاہ نیک آباد، گجرات

شوال المکرم ۱۴۲۷ھ جنوری ۱۹۸۷ء

بدیع
المنیر

﴿ ملنے کے پتے ﴾

☆ مکتبہ قادریہ عالمیہ، نیک آباد بالی پاس روڈ گجرات

☆ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ☆ مکتبہ قادریہ، داتا دربار

مارکیٹ لاہور ☆ مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ لاہور ☆ شبیر برادرز، اردو بازار لاہور ☆

مکتبہ ضیاء الدین پہلی کیشنز، کھارادر، کراچی ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کھارادر، کراچی ☆

مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی ☆ مکتبہ ضیائیہ رضویہ، بوہڑ بازار، گلی تارگھر والی راولپنڈی ☆

مکتبہ عرفات، بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ ☆ قادری کتب خانہ، 90 سیٹھی پلازہ سیالکوٹ ☆ مکتبہ

اویسیہ رضویہ، بہاولپور ☆ مکتبہ ضیاء السنۃ، جامعہ مسجد شاہ سلطان کالونی ریلوے روڈ ملتان

☆ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکھر ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے۔ فیصل آباد

فہرست مضامین

5	سوال	۱
6	الجواب	۲
	مسئلہ : ۱	
7	وفات پر خوشی ؟	۳
	مسئلہ : ۲	
9	بارہ ربیع الاول یوم وفات نہیں	۴
9	تاریخ وفات کی روایات کا تنقیدی جائزہ	۵
10	پہلی روایت	۶
11	دوسری روایت	۷
12	تیسری وچوتھی روایت	۸
12	قانون بیعت و تقویم	۹
14	تاریخ وفات نبوی	۱۰
16	بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے	۱۱
16	پہلی حدیث	۱۲
17	۱۳ راویوں کی توثیق	۱۳
17	۱۴ دوسری حدیث	۱۴
19	۱۵ اہل تحقیق کا اجماع، جمہور اہل اسلام کا مسلک و معمول	۱۵
21	۱۶ قدیم اہل مکہ کا معمول	۱۶

23 ۱۷ شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

24 ۱۸ مرشد اکابر دیوبند کا ارشاد

24 ۱۹ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لخت جگر کا فتویٰ

مسئلہ : ۳

۲۰

25 ۲۱ وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

25 ۲۲ خوشی اور غمی منانے کا شرعی ضابطہ

28 ۲۳ ”جمعہ“ یوم میلاد و یوم وفات نبوی ہونے کے باوجود یوم عید بھی ہے

30 ۲۴ لختِ فکریہ

31 ۲۵ وہابیوں سے فکر انگیز سوال

تَمَات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال :

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان شریعت اس بارے میں کہ دیوبندی و اہل حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان ”دعوتِ فکر“ شائع کیا ہے۔ جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے :

”۴ ربيع الاول نبی علیہ السلام کا یوم وفات ہے۔ اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی ﷺ کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ان کا ضمیر و ایمان مردہ ہے۔ ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے، نہ ان سے حیاء۔ یہ لوگ روزِ قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ وغیرہ وغیرہ“

سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی ”لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ“

پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے الجھن ہو سکتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا اشتہار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل امور

کی وضاحت فرمائی جائے :

(۱) کیا واقعی بارہ ربیع الاول کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی (معاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں ؟

(۲) ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یوم وفات نبوی ہے یا یوم

میلاد نبوی ؟

(۳) اگر ربیع الاول یوم میلاد بھی ہے اور یوم وفات بھی، تو

اس روز اہل سنت صرف میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں ؟ وفات

کی غمی کیوں نہیں مناتے ؟

بینوا ! وتوجروا !

سائل :

(مولانا) عبدالحق نقشبندی، خطیب جامع مسجد باری والی،

گجرات۔

الجواب بِغَوْتِ الْعَلَامِ الْمُنْعَامِ الْوَهَّابِ

بِسْمِ اللَّهِ، مَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْحَبِيبِ الْكَرِيمِ.

تینوں سوالات کے جوابات علی الترتیب درج ذیل ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ ہوں :

مسئلہ : ا

وفات پر خوشی؟

پیشک میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اہل جہان کے لئے اللہ کی بے مثل رحمت، اور اس کا فضلِ عظیم ہے۔ اور ارشادِ ربّانی ہے :

”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ

فَلْيَفْرَحُوا“ (۱)

(اے محبوب!) فرمادیجئے! اللہ کے فضل

اور اس کی رحمت (کے آنے) پر چاہئے کہ لوگ

خوشی منائیں۔“

اسی لئے مسلمان بارہ ربیع الاول کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم یعنی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی

خوشیاں مناتے ہیں۔ اور یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی ان

پڑھ سے ان پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ
اس روز مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب
دے گا:

ۛ خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی
اس کے باوجود منکرینِ شانِ رسالت نے جو وفات کی خوشی
منانے کا سفید جھوٹ، اور کھلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے، اس سے نہ صرف
انہوں نے امانتِ علمی و دیانتِ اسلامی کا خون کیا ہے، بلکہ اس بات کا
ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علم و تحقیق کے دعویداروں کے
پاس، جشنِ میلادِ شریف کو حرام ثابت کرنے کے لئے، قرآن و سنت
سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں، ورنہ انہیں یہ جھوٹوں
کا ملغوبہ تیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ بہر حال یہ بے شرم الزام،
باطل محض ہے۔

فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ. وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَقْلَبٍ
يَنْقَلِبُونَ. فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ، وَرَسُولُهُ الْأَكْرَمُ. صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ.

مسئلہ : ۲

۱۲ ربیع الاول یوم وفات نہیں!!!

تاریخ وفات کی روایات کا تنقیدی جائزہ

وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں :

(۱) ۱۲ ربیع الاول۔ یہ روایت حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسوب ہے۔

(۲) ۱۰ ربیع الاول۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

(۳) ۱۵ ربیع الاول۔ مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۴) ۱۱ ماہ مقدّس رمضان المبارک۔ اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب

ہے۔ (۱)

پہلی روایت

پہلی روایت کہ جس میں وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی ہے، اس کی سند میں ”محمد بن عمر الواقدی“ ایک راوی ہے۔ جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے مُتَّفَقَہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ واقدی ثِقَہ (قابل اعتبار) نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی کذاب ہے، حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابو حاتم رازی نے کہا کہ واقدی متروک ہے۔ مرہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔ (۲)

لہذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔ خیال رہے کہ بعض محققین محدثین نے واقدی کی توثیق بھی کی ہے۔ جس کی بناء پر بعض ائمہ فقہاء نے واقدی کو ”ثِقَہ“ قرار دیا

(۱) روایت ۱، ۲: ”البدایۃ والنہایۃ“ (۲۵۶/۵)، طبع بیروت۔ روایت ۳، ۴: ”وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ“: السیہودی (۳۱۸/۱)، طبع بیروت۔
(۲) ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ (۲۲۵/۲، ۲۲۶)، مطبوعہ ہند قدیم۔

ہے۔ ان حضرات کے مطابق اگر ”توثیقِ واقیدی“ کے مسلک کو ترجیح دی جائے تو بھی بارہ وفات والی روایت شدید مجروح و ناقابلِ اعتماد ہونے سے بچ نہیں سکتی۔ کیونکہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایت کی سند میں واقیدی کے علاوہ اُن کا شیخ ”محمد بن عبد اللہ بن ابی سبرہ“ بھی پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

”وہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔“ (۱)

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایت کی سند میں واقیدی کا شیخ ”کراہیم بن یزید“ پایا جاتا ہے۔ جو کہ ”نختِ ضعیف، ناقابلِ احتجاج ہے۔“ (۲)

دوسری روایت

روایت دوم کی سند میں ایک راوی ”سیف بن عمر“ ضعیف ہے۔ اور دوسرا راوی ”محمد بن عبید اللہ العزرمی“

(۱) ”میزان الاعتدال“: الذہبی ”حرف المیم، المحمدون، محمد بن

عبد اللہ بن ابی سبرہ“ (۲/۳۹۷)، طبع قدیم، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ۔

(۲) ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“: الذہبی ”حرف الالف، ابراہیم

بن یزید المدنی، و ابراہیم بن یزید بن مردانہ“ (۱/۳۱)، طبع قدیم،

مطبع انوار محمدی، لکھنؤ۔

متروک ہے۔ (۱)

تیسری وچو تھی روایت

اور روایت سوم اور چہارم کی سند کتب مطبوعہ حدیث میں دستیاب نہیں۔

حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا، نہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے، اور نہ ہی ثقاتِ ائمہ تابعین سے صحت تک پہنچ سکا ہے۔ لہذا بعد کے کسی مؤرخ کا بارہ کو تاریخ وفات قرار دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

مقامِ غور ہے کہ جب وفاتِ نبوی کے چشم دید گواہ صحابہ کرام اور ان کے شاگرد ثقاتِ ائمہ تابعین سے یہ قول صحت کے ساتھ ثابت نہیں، تو بعد کے مؤرخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟

ہیئت و تقویم

قانونِ ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاول کو وفاتِ نبوی کسی طرح ممکن نہیں۔ امام ابو القاسم عبدالرحمن السہلی (المتوفی

(۱) "تقریب التہذیب": العسقلانی (ص ۱۲۲، ۲۰۳)۔

و "خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال": الخزر جی (ص ۱۶۱، ۳۵۰)۔

